

سلامی جس کے درکاہ ولی ہے علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

امام رضاؑ کا ان کا وہی

الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمِحْجَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ ۱۱۳۰ھ

حیدری دُھوئی سے (پھوٹ کر مشامِ ایمان معطر کرنے والی) عنبری خوشبو

۱۸۸۳ء

# تُرک و مُرضوی

تالیف لطیف

برادرِ اعلیٰ حضرت

مولانا حسن رضا خان قادری بریلوی

ترتیب و تدوین

محمد رفیع قادری چچا کوٹی

دلاس بزمِ سنی کیپ ٹاون، ساؤتھ افریقہ

دَارُ الْكِتَابِ لِهَوَا

(اہل سنت)

الحمد للہ! یہ رسالہ حضرت مولیٰ علیؑ کے فضائل عالیہ پر مشتمل ہے، نیز اس میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تفصیل پر بھی اختصاراً عام فہم دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے، اس رسالے کا باعتبار ہجری و عیسوی تاریخ نام ہے:

الرَّاحَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمَجْمُوعَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ ۱۲۰۰ھ

حیدری دھونی سے (چھوٹ کر مشام ایمان معطر کرنے والی) عنبری خوشبو

۱۸۸۳ء

# تذکرہ تصنیوی

تالیف لطیف

علامہ حسن رضا خان  
قادیانی برکاتی  
یوٹیکنی بریلوی

تسمیل و تخریج

محمد افسر قادی چریاکوٹی

دلاس یوٹیکنی کپٹن رما تھوٹو

دَارُ الْكِتَابِ لِأَهْلِ

# تفصیلات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

- کتاب : الرَّائِحَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمَجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ ۱۳۰۰ھ  
- تزک مرتضوی (۱۸۸۳ء)
- موضوع : اصلاح فکر و اعتقاد
- تالیف : برادر اعلیٰ حضرت اُستاذِ زمن علامہ حسن رضا خان حسن  
قادری برکاتی بوالحسینی بریلوی - علیہ رحمۃ اللہ الولی -  
ابورفقہ محمد افروز قادری چریا کوٹی - دامت برکاتہم العالیہ
- تسہیل و تخریج : خلیفہ حضور تاج الشریعہ  
پروفیسر: دلاس یونیورسٹی، کپ ٹاؤن، ساڈتھ افریقہ
- کاوش و تحریک : محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری
- صفحات : اڑتالیس (۳۸)
- اشاعت : ۲۰۱۱ء - ۱۴۳۲ھ
- قیمت : روپے
- ناشر : دارالکتاب، لاہور
- darulkitab11@gmail.com
- تقسیم کار : مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور

## فہرست

تعارف کتاب	4
أحوال مصنف	6
تمہید کتاب	7
مدلی جبروت الہی	16
تجلی جلال مصطفوی	15
صولت فاروقی	17
طرہ أسد اللہی	21
طنطنہ خیر کشائی	22
غرش کوس حیدری	27
کدھر ہے شرم تفصیل کی غیرت!	27
پرتوشان شبری	29
بوسہ پائے قنبری	30
نقل تبصرہ سابعہ	32
شان مولا علی ؑ	47
رباعی در منقبت علی	47

## تعارف کتاب

الرَّائِحَةُ الْعُنْبُرِيَّةُ مِنَ الْمُجَمَّرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ ۱۳۰۰ھ معروف بہ تزک مرتضوی ۱۸۸۳ء حضور سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ المنان - کے چھوٹے بھائی شہنشاہ سخن مولانا حسن رضا حسن قادری برکاتی - علیہ الرحمہ - کی تصنیف لطیف ہے، جس کا موضوع اصلاً فضائل مولائے کائنات شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم - کا بیان ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اجمالی طور پر فرقہ تفضیلیہ کو دعوتِ فکر بھی دی گئی ہے۔

سن تالیف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ایام شباب میں مسئلہ تفضیل بھی پورے جو بن پر تھا۔ آپ کے برادر اکبر امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ الرحمن - تو اس کی تیخ کنی میں مصروف عمل تھے ہی، فقط چوبیس برس کی عمر میں آپ نے بھی یہ رسالہ لکھ کر فرقہ تفضیلیہ کے نیچے اُدھڑ دیے۔

اس کتاب کی اشاعت اول میرٹھ سے ہوئی، طباعتِ ثانی کے بارے تاہنوز کوئی معلومات دستیاب نہ ہو سکی۔ علامہ منور عتیق رضوی نے اپنے رسالہ - مسئلہ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مسلک اعلیٰ حضرت - کے اخیر میں فرقہ تفضیلیہ کے رد میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا - علیہ الرحمہ - کی تصانیف کی فہرست مرتب کی ہے، اور اس رسالہ کو اعلیٰ حضرت کی تصانیف میں شمار کیا ہے جو کہ کسی طور بھی درست نہیں۔ اسی طرح ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری - علیہ الرحمہ - نے بھی حیات اعلیٰ حضرت میں اس رسالہ کو تصانیف اعلیٰ حضرت میں شمار کیا ہے، شاید اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ اس رسالہ کے آخر میں اعلیٰ حضرت کا واقع تبصرہ شامل ہے،

## کچھ طباعتِ نو کی بابت

'تذکرہ مرتضوی' کے لیے راقم الحروف کی درخواست کو نہایت خندہ دلی سے قبول کرتے ہوئے صاحب تصانیف کثیرہ محترمی و مکرمی حضرت علامہ مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی - دامت برکاتہم العالیہ - خلیفہ حضور تاج الشریعہ - و - پروفیسر دلاس یونیورسٹی، کیمپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ نے نہایت عرق ریزی کے ساتھ تخریج و تحقیق اور تسہیل و تجمیہ کا بڑا خوبصورت اہتمام فرمایا؛ جس کے لیے میں حضرت گرامی کا بے حد مشکور ہوں۔ علامہ محترم اس سے قبل 'انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ از: علامہ عبدالسمیع رامپوری - رحمۃ اللہ علیہ - کی تخریج و تسہیل بھی کر چکے ہیں۔ پاکستان میں اس کی طباعت کی ذمہ داری ادارہ دارالفیض گنج بخش، دربار مارکیٹ لاہور نے لی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف مختلف علمی و فکری موضوعات پر گراں قدر تصانیف رقم کر چکے ہیں، ہم اُن کے لیے دعا گو ہیں ع: اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

آیات و احادیث کی تخریج، عربی و فارسی عبارات و اشعار کے شگفتہ ترجمہ کے علاوہ بعض مقامات پر محترم علامہ افروز قادری چریا کوٹی - دامت برکاتہم العالیہ - نے کچھ ضروری حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے، جس کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ 'تذکرہ مرتضوی' کا دستیاب نسخہ بعض مقامات سے کرم خوردہ تھا، جس کی وجہ سے کچھ مقامات پر عبارت سمجھ میں نہ آسکی؛ لہذا وہاں اس جملہ کے ساتھ کہ (یہاں بیاض ہے) نشاندہی کر دی گئی ہے۔

'تذکرہ مرتضوی' کے آخر میں سیدی اعلیٰ حضرت کی کتاب 'مطلع القمرین' سے تبصرہ سابعہ کا کچھ حصہ نقل تھا۔ راقم الحروف نے اس کی افادیت کے پیش نظر 'مطلع القمرین' کے قلمی مسودہ اور مطبوعہ مکتبہ بہار شریعت سے مکمل تبصرہ سابعہ شامل کتاب کر دیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کتاب کو اُمت کے لیے نافع اور ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائے، نیز اس کے ذریعہ سے اتفاق و اتحاد کی فضا قائم ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

## ☆ احوال مصنف ☆

شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا حسن بریلوی قادری مارہروی - رحمۃ اللہ علیہ - ۱۳ ربيع الاول ۱۲۷۶ھ، مطابق یکم اکتوبر ۱۸۵۹ء کو مادر گیتی پر جلوہ گر ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد دہلی کے رہنے والے تھے۔ جد امجد محمد سعادت علی خان صاحب کی حیات تک آپ کا خاندان دہلی میں ہی رہا؛ مگر اُن کے وصال کے بعد مستقل بریلی میں سکونت اختیار کر لی۔ آپ کا خاندان علم و فضل میں معروف تھا۔ نسل در نسل فتویٰ نویسی کا سلسلہ آپ کے خاندان میں جاری ہوا، اور - الحمد للہ - اس وقت تک جاری ہے، اور یقیناً بریلی اہل سنت کا مرکز ہے۔

آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان - علیہ رحمۃ الجنان - کی ذات ستودہ صفات عوام تو عوام علما کا بھی مرجع تھی۔ اور دور دراز سے لوگ مسائل شرعیہ میں اُن سے رجوع کرتے۔ یوں آپ نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی اور علم و فضل میں یکتاے روزگار ہستیوں کی آغوش میں پرورش پائی۔ نثر نگاری ہو یا شعر و سخن، ہر میدان میں آپ کا خاندان ایک امتیازی حیثیت کا حامل تھا۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور برادر اکبر سیدی اعلیٰ حضرت - علیہما الرحمہ - سے حاصل کی۔ نعت گوئی کی تعلیم بھی اپنے برادر اکبر سے پائی، اور کلام مجاز میں بلبل ہندوستان حضرت داغ دہلوی - رحمۃ اللہ علیہ - سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ داغ دہلوی کے قیام رامپور کے دوران آپ اُن کے پاس حاضر ہوا کرتے۔ داغ دہلوی کو آپ سے خاص اُنس تھا اور اکثر پیارے شاگرد کہہ کر خطاب کیا کرتے۔ اس کا اظہار مولانا حسن رضا خود اپنے ایک شعر میں یوں کرتے ہیں :

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا      کس سے اس پیار کا مزا کہیے

کلام مجاز میں آپ کا دیوان 'شرفصاحت' آپ کی غیر معمولی ذہانت و ذکاوت، مزاج کی شوخی و شگفتگی اور زندہ دلی کا بین ثبوت ہے۔ شرفصاحت کا تاریخی مادہ ہاے نام تو ۱۳۱۹ھ ہے؛ مگر اس کی طباعت اولیٰ ۱۳۲۷ھ میں ہوئی۔ رنگ مجازی میں آپ نے فارسی میں بھی کلام فرمایا، جس کا نام 'قد پارسی' ہے۔ نہایت مختصر ہونے کی وجہ سے اس کو شرفصاحت کے ساتھ ہی ملحق کر دیا گیا ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مع عیال حج سے شرف یابی کے بعد آپ نے کلام مجاز ترک کر دیا، اور محض نعت اور منقبت کو اپنا مشغلہ بنا لیا؛ چنانچہ نعت میں ایک مکمل دیوان ترتیب دیا جس کا نام 'ذوق نعت' رکھا۔ ذوق نعت کی طباعت اولیٰ پر خود سیدی اعلیٰ حضرت - علیہ الرحمہ - نے قطعات تاریخ طباعت تحریر فرمائے۔

نعت گوئی کے قواعد و ضوابط آپ نے اپنے برادر اکبر سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان - علیہ رحمۃ الرحمن - سے سیکھے؛ جس کا اظہار آپ نے ایک مرتبہ یوں فرمایا :

مولانا کافی اور حسن میاں مرحوم کا کلام اول سے آخر تک شریعت کے دائرہ میں ہے۔ ان کو (یعنی مولانا حسن کو) میں نے نعت گوئی کے اصول بتا دیے تھے، ان کی طبیعت میں ان کا ایسا رنگ رچا کہ ہمیشہ کلام اسی معیار اعتدال پر صادر ہوتا، جہاں شبہ ہوتا مجھ سے دریافت کر لیے۔ ہندی نعت گو یوں میں ان دو کا کلام ایسا ہے، باقی دیکھا گیا ہے کہ اکثر قدم ڈگمگا جاتا ہے۔ (۱)

آپ کی تحریر کردہ نعتیں زباں زد خاص و عام ہیں۔ ایک فصیح البیان شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ بلند پایہ نثر نگار بھی تھے، جس کا بین ثبوت آپ کی تصانیف ہیں، جن میں ترک مرتضوی، دین حسن، آئینہ قیامت، بے موقع فریاد کا مہذب جواب، نگارستان لطافت در ذکر میلاد شریف وغیرہ شامل ہیں۔

(۱) المملوفا: حصہ دوم، ص ۳۳-۳۱ مطبوعہ کراچی۔



۲۲ / رمضان ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء کو پھر ۵۰ سال، ۶ ماہ میں بعارضہ تپ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات پر مختلف مشاہیر نے قطعات تاریخ وصال ہجری و عیسوی رقم کیے، جس میں سے چند ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں :

تلمیذ حضرت داغ دہلوی مرحوم جناب علی احسن میاں صاحب معروف بہ شاہ میاں سجادہ نشین سرکار خوردار ہرہ شریف :

یا غافر الذنوب بود رحمت براد ☆ بہر چہار یار دہم از بہر پنجتن  
بعد از دعائے مغفرت احسن بسال نقل ☆ گوزینت بہشت بود حاجی حسن ۱۳۲۶ھ

تلمیذ حضرت مولانا حکیم نظامی جناب محمد انور مدرس مدرسہ ہاشمیہ بمبئی :

کرگنی پرواز روح بلبل باغ سخن ☆ اڑ گیا رنگ چمن، حسن سخن جاتا رہا  
عیسوی سن میں کئی نور نے تاریخ وفات ☆ مل کے ہمراہ حسن سخن جاتا رہا ۱۹۰۸ء

تلمیذ حضرت مولانا حسن رضا جناب برجموہن کشور فیروز بریلوی :

سیر دنیا سے جب ہو گئے سیر ☆ گئے استاد سوے دار بقا  
تیر چرخ نظم تھے استاد ☆ ان سے تھی ملک شاعری میں ضیا  
کیا ہی تھا ان کا پاک و صاف کلام ☆ روز مرہ تھا کس قدر اچھا  
جو لکھی نثر بے نظیر لکھی ☆ جو کہا شعر لاجواب کہا  
نعت لکھنے میں تھے اگر کامل ☆ تو مجازی میں آپ تھے یکتا  
تھی توجہ تلامذہ پر خاص ☆ تھیں عنایات باپ سے بھی سوا  
ہوئی یک لخت فرقت استاد ☆ فلک پیر نے یہ رنج دیا  
اب نہیں کوئی قدر دان سخن ☆ اب نہیں لطف شاعری اصلاً  
سال رحلت باہ لکھ فیروز ☆ آج افسوس کی حسن نے قضا

(۱۳۲۶.....۱۳۲۰ + ۶ھ)

(ترجمہ: محمد ثاقب رضا قادری ضیائی عطاری (ایم، اے))

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْكَوْنِ وَالْبَشَرِ  
حَمْدًا يَدْوُمُ دَوَامًا غَيْرَ مُنْحَصِرٍ

وَأَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ الزَّائِرَاتِ عَلَى  
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ مُنْجِي النَّاسِ مِنْ سَقَرٍ (۱)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا يَرْضَاهُ، وَالصَّلَاةُ عَلَى  
الْحَبِيبِ وَالْآلِ الْحَبِيبِ وَصَحْبِ الْحَبِيبِ أَوْلَى الْفَضْلِ وَالْجَاهِ، مَا دَامَ  
لِلسَّمَاءِ رَجْعٌ وَلِلْأَرْضِ صَدْعٌ وَلِلْبَرِّ رَبْعٌ وَلِلْبَحْرِ مِيَاهٌ. آمِينَ يَا رَبَّ  
الْعَالَمِينَ.

اما بعد! فقیرتہ سراپا تفسیر محمد حسن رضا حسن قادری برکاتی از الحسینی بریلوی  
- عَفَرَ اللَّهُ الْقَوِيَّ ذُنْبَهُ الْخَفِيَّ وَالْحَلِيَّ - اپنے رب قدر جل جلالہ کی اعانت  
اور اُس کے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت پر توکل کر کے ناظران حق میں  
اور برادران دین کی خدمت میں محض ہمدردی و خیر خواہی سلسلہ جنابِ نبوت و گاہی  
کہ اس زمانہ شور و فتن اور شروحن میں مسئلہ تفصیل بھی اک عجب منحصر نیز اور تعجب انگیز  
مسئلہ ہوتا جا رہا ہے۔ راہ قدیم اور صراط مستقیم اہل -نت- نصرہم اللہ تعالیٰ -



(۱) ترجمہ بہرہم کی تعریف و توصیف اللہ رب العزت کے لیے زیبا ہے جو کل کائنات اور بنی نوع  
انساں کا پروردگار ہے۔ ایسی تعریف جو بلا انقطاع و حصر تسلسل و دوام کے ساتھ ہوتی رہے۔  
اور افضل و پاکیزہ درودوں کے گجرے پنجاور ہیں سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کی بارگاہ میں جو لوگوں کو آتش دوزخ سے نجات دلانے والے ہیں۔

سے بہک کر ہر جاہل عامی پختہ کار خانی کا مسلک جدا ہے۔

حضرات تفضیلیہ کا تو ذکر ہی کیا ہے، وہ تو اپنے ذہن میں جو فرمائیں، اُن کو سزا ہے؛ مگر بعض صاحبوں نے تفریط کی ضد میں اِفراط کی ٹھہرائی، اور حضرات شیخین کی تفضیل ہر اعتبار سے بتائی۔ اہل سنت کو تو اِفراط و تفریط اور خبط و تخلیط سب کا اٹھانا؛ لہذا فقیر نے بعض خصائصِ جلیہ و فضائلِ علیہ حضرت والا سید و مولیٰ شیر خدا بازوے مصطفیٰ علی مرتضیٰ - کَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْاَسْنَى - کا نہ جاننے والوں کو بتانا، بھولے ہوؤں کو یاد دلانا اَنسب و اُوّلیٰ جانا کہ اِس میں علاوہ اور فائدوں کے رحمتِ اِلیٰ کا نزول کیسا ہے!۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی: 'علیٰ کا ذکر عبادتِ خدا ہے'۔ (۱)

اور وارد ہوا: 'اچھوں کی یاد کفارۃ ذنوب ہے'۔ (۲)

اور فرمایا: ایک شخص کا ہدایت پانا ہفت اقلیم ملنے سے خوب ہے۔ (۳)

کیا عجب کہ اِن چند سطور سے بھی کوئی بندۂ خدا راہ پا جائے۔ اور دفعِ اوہام و رفعِ ایہام، اور تذکیر خواص و تفہیم عوام کا اجرِ تام فقیر کے نام لکھا جائے۔

ع: گر قبولِ اُفتدز ہے عز و شرف



(۱) ذِکْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ۔ کنز العمال: ۶۰/۱۱: حدیث: ۳۲۸۹۳..... جامع الاحادیث، سیوطی: ۴۰/۱۳: حدیث: ۱۲۵۰۳..... جمع الجوامع، سیوطی: ۱۲۶۳۲/۱: حدیث: ۱۲۶۸۶۔

(۲)..... ذِکْرُ الصّٰلِحِيْنَ كِفَارَةٌ لِّلذُّنُوْبِ..... کنز العمال: ۹۱۸/۱۵: حدیث: ۳۳۵۸۳..... جامع الاحادیث: ۴۰/۱۳: حدیث: ۱۲۵۰۳..... جمع الجوامع، سیوطی: ۱۲۶۳۱/۱: حدیث: ۱۲۶۸۵۔

(۳) ترجمے کے مطابق کوئی حدیث تو نہ ملی؛ تاہم اس تعلق سے ایک مشہور متفق علیہ حدیث یہ ہے: وَاللّٰهُ لَانَ يُّهْدِيْ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرًا لِّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ۔ یعنی تم بخدا! تمہاری ذات سے کسی ایک شخص کا ہدایت پانا تمہارے لیے سرخ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔ - چریا کوئی۔

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ (سورہ حج: ۷۰، ۷۱)

بے شک یہ اللہ کو آسان ہے۔

اس لیے قبل از مقصود چند حرف معدود، بطور تمہید بطرز جدید اصل مسئلہ کے متعلق فہم عام کے لائق لکھ دیے کہ شاید اتنا ہی کسی کے کام آجائے۔

درخانہ اگر کس ست ☆ یک حرف بس است (☆)

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَإِلَيْهِ التَّوْفِيقُ وَبِهِ الْوُصُولُ  
إِلَىٰ ذُرَىٰ التَّحْقِيقِ وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

بِكَ الْعِيَاذُ إِلَهِي أَنْ أَشَا حَكَمًا

سِوَاكَ يَا رَبَّنَا يَا مُنْزِلَ التَّنْذِيرِ (۱)

علیٰ اعلیٰ، ولی والا، مالک و مولیٰ، بلند و بالا، سب خوبیوں والا، سب سے نرالا،  
ذوالاسماء الحسنى والصفات الالاسنى اللہ جل و علا و تبارک و تعالیٰ قرآن عظیم و فرقان حکیم  
میں ارشاد فرماتا ہے :

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۝ (سورہ حجرات: ۱۳، ۱۴)

بے شک تم سب میں بزرگ تر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا اتقے ہی ہے۔

یعنی سب میں بڑا پرہیزگار۔



(☆) یعنی اگر مجلس میں کوئی حرف شناس موجود ہو، تو اس کے لیے ایک اشارہ ہی کافی ہے۔

(۱) ترجمہ: اے میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں! اس سے کہ تیرے سوا کسی اور کو (اپنے  
معاملات و مہمات میں) حکم و فیصل بناؤں۔ اے مالک و مولا! وہ تو ہی تو ہے جو نذریں پوری  
فرماتا ہے، (اور بندوں کی آرزوئیں نہ لاتا ہے)۔

یہاں تو اتنی کوسب پر تفصیل اور عند اللہ زیادت کرامت میں ترجیح دی جا رہی ہے اور دوسری<sup>(۱)</sup> جگہ فرماتا ہے :

وَسَيَجْنِبُهَا الْمُتَّقِي الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ  
مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝

(سورۃ البیل: ۹۲، ۹۳)

اور نزدیک ہے کہ جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب میں بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے ستر ہونے کو اور اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بلا دیا جائے سوا۔ اپنے برتر پروردگار کی رضا چاہنے کے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔



(۱) یہاں بعض حضرات ارشاد فرمانے لگتے ہیں کہ آیت میں اتنی سے تقی مراد ہے۔ اس خدشے کا تفصیلی جواب تصانیف جلیلہ حضرت مولانا المعظم حامی السنن ماجی القنن جناب مولوی احمد رضا خاں مدظلہم العالی کا حصہ خاصہ ہے، خصوصاً رسالہ الزلال الاقنی، کہ خاص اسی آیت کی تفسیر میں نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ تالیف فرمایا جس میں دلائل و براہین سے روز روشن کی طرح واضح کیا گیا کہ نہ یہ قول، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول اور نہ ہی صحابہ و تابعین سے؛ ورنہ یہ خبر کہ ابوبکر کو میری ساری امت سے تولا، تو ابوبکر کا پلہ غالب رہا، سراپا غلط ہو جائے۔ (یہاں بیاض ہے)..... اور نہ قرآن کو بلا وجہ ظاہر سے پھیرنا روا، نہ یہ لفظ تسلیم اس تاویل سے ہمارے استدلال میں کچھ سقم آیا۔ غرض ان مباحث و دقیقہ کی تفصیل تو اسی رسالہ میں ہے، بالفعل ذرا ”تفسیر عزیز“ی“ ملاحظہ ہو جائے، فرماتے ہیں :

’فرقہ تفضیلیہ گویند: مراد از اتنی دریں آیت تقی ست، زیرا کہ ابوبکر صدیق در تقوی کم تر از جناب پیغمبر بودند۔ اہل سنت جواب می گویند کہ اتنی را بہ معنی تقی گرفتن خلاف لغت عربی است۔ پس حمل کلام الہی کہ قرآن عربی ست براں درست نہ باشد و ضرورتے کہ دریں حمل بیان کردہ اند مندرج ست بہ آن کہ کلام دریں ہا برناس ست نہ در پیغمبر اہل حق، اہل مخلصا۔ و التفصیل فیہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲۔ عہدہ حسن علمی عنہ

(ترجمہ: فرقہ تفضیلیہ کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اتنی سے مراد تقی ہے؛ کیوں کہ ابوبکر صدیق تقوی میں پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمتر ہیں۔

اہلسنت اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ’تقی‘ کو تقی کے معنی میں لینا عربی لغت کے خلاف ہے؛ تو کلام الہی کو جو عربی زبان میں ہے۔ اس پر محمول کرنا تک درست ہو سکتا ہے!۔ لہذا اس اشکال کو ختم کرنے کی بس یہی صورت ہے کہ یوں کہا جائے: یہاں خطاب لوگوں سے ہے نہ کہ پیغمبروں سے۔)

ائمہ دین فرماتے ہیں :

آیہ کریمہ میں بالاجماع اُتقی سے جناب سیدنا امام المہدیین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں اور یہ معنی احادیث کثیرہ سے بھی ثابت ہے؛ حتیٰ کہ طبری نے اپنے رض کے باوجود تفسیر مجمع البیان میں اسی کو مقبول رکھا اور انکار کا یارا اور اقرار سے چار انہ پایا۔

اب یہاں تو یہ فرمایا کہ صدیق اُتقی ہیں اور پہلی آیت<sup>(۱)</sup> میں یہ ارشاد ہو چکا

(۱) جب بعض حضرات مدعیان علم و ذکا کی رگ منطقیات جوش میں آتی ہے، تو فرماتے ہیں :

آیہ کریمہ اولیٰ میں اکرم موضوع ہے اور اتقی محمول، تو انتظام شکل غیر معقول، اور عکس کیجئے تو کلیت کرے نامقبول؛ حالانکہ شان نزول کا لحاظ، طرق مخاطب کا اعتبار روش کلام کا اقتضا ہے۔ حضور اقدس! تقاسیر و اخبار اس فلسفیانہ (سوچ کی) بیخ کنی کر رہے ہیں۔

مولانا رضامدظلہ الاعلیٰ نے رسالہ مذکورہ میں یہ براہین قاطعہ ثابت فرمادیا ہے کہ درحقیقت یہاں اتقی موضوع ہے اور اکرم محمول اور نہ بھی مانو، تو صحت عکس میں کلام کرنا باطل و مخدول اور نہ بھی مانو تو یوں ہی ان آیات سے..... (اس جگہ بیاض ہے)..... اکابر محققین علماء و فقہان ان آیات سے تفصیل صدیق پر استدلال کرتے آئے، کچھ تو سمجھتے ہوں گے یا ان سب کی نظر سے آپ کی نظر وسیع اور سب کے پایہ سے آپ کا پایہ رفیع! خیر، سردست کی صفر شکنی کو تفسیر کبیر ملاحظہ ہو، فرماتے

ہیں: فان قيل: الآية دلت على ان كل من كان اكروم كان اتقى، و ذلك لا يقتضى ان كل من كان اتقى كان اكروم. قلنا وصف كون الانسان اتقى معلوم مشاهد، و وصف كونه افضل غير معلوم ولا مشاهد، و الاخبار عن المعلوم بغير المعلوم هو الطريق الحسن، اما عكسه فغير مفيد، فتقدير الآية كانه وقعت الشبهة في ان الاكروم عند الله من هو؟ فقيل: هو الاتقى، و اذا كان كذلك كان التقدير اتقاكم اكرومكم عند الله. انتهى۔ و الله تعالى اعلم۔ ۱۲۔ عمدہ حسن غفرلہ

یعنی اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ آیت سے تو یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ ہر اکرم اتقی ہے؛ لیکن اس سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہر اتقی اکرم بھی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جہاں تک رہی بات کسی آدمی کے اتقی سے متصف ہونے کی تو یہ بدیہی اور مشاہدے کی بات ہے؛ لیکن افضلیت سے متصف ہونے کا معاملہ غیر معلوم و غیر مشاہد ہے۔ اور (استدلال کا) بہترین طریقہ یہ مانا گیا ہے کہ ایک معلوم چیز کی خبر غیر معلوم چیز سے دی جائے؛ کیوں کہ اگر اس کے برعکس کیا گیا تو وہ خبر بے فائدہ ہوگی۔ تو اب اس قاعدے کی روشنی میں آیت پاک کو دیکھئے، اور یوں سمجھئے کہ گویا اس بات میں شبہ ہو گیا کہ اللہ کے نزدیک اکرم کون ہے؟ تو اسی کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا کہ وہ اتقی ہے۔ لہذا اب آیت کی تقدیر یہ ہوگی کہ تمہارا اتقی ہی اللہ کے نزدیک اکرم ہے۔

کہ ہمارے نزدیک اکرم وہ ہے جو اتنی ہو، تو گواہی الہی سے صاف ثابت ہو لیا کہ صدیق اللہ کے نزدیک تمام امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اکرم و افضل اور اعظم و اجل ہیں۔ وَهُوَ الْمَقْصُودُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ .

## تدلی جبروتِ الہی

ہاں کدھر گئے افضلیتِ صدیق میں رخنے ڈالنے والے!  
کیا ہوئے اس منصبِ رفیع کو ہلکی باتوں پر ڈھالنے والے!!  
رب جبارِ قہار سے شرمائیں اور ذرا انکرممکمْ عِنْدَ اللّٰہِ کے معنی فرمائیں!!!  
کیا یہاں سے محض سیاست و خلافت وغیرہ امور ظاہریہ کی خبر ملتی ہے، یا نسیمِ تحقیق سے اللہ کے نزدیک زیادتِ عزت، علو مرتبت اور بلندی منزلت کی کلی تھلپی ہے!، واللہ الموفق۔

أَلَا تَعَالَى إِلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ  
صَلَّى إِلَهُهُ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ (۱)

ملک الغلین مالک الاولین والآخرین بندۂ خالق و مولائے خلائق حضور پر نور محمد رسول اللہ آرواحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک و سلم علیہ و علیٰ جمیع احنبابہ ارشاد فرماتے ہیں :

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ خَيْرُ الْأَوْلِيَيْنِ وَالْأَخِيرَيْنِ وَخَيْرُ أَهْلِ  
السَّمَاوَاتِ وَخَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِينَ إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ .



(۱) لوگو! آؤ اُس مختار کائنات ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کی طرف جن کا انتخاب اللہ پاک نے بنو مضر سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! تو بھی مضر کے اس برگزیدہ اور چندہ (رسول) پر رحمتیں نازل فرما۔

— رواہ الامام ابو عبد اللہ الحاکم صاحب الصحیح المستدرک علی  
 البخاری و المسلم فی الکنی و الاہام ابن عدی فی "الکامل" و الحافظ  
 الخطیب فی "التاریخ" کلہم عن سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔  
 ابوبکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں سے اور بہتر ہیں تمام فرشتوں سے  
 اور بہتر ہیں تمام آدمیوں سے سوا انبیاء و مرسلین کے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام  
 اجمعین۔ (۱)

## تجلی جلال مصطفوی

کیوں صاحبو! اگر قرب الہ اور کرامتِ جاہ و علو پائے گاہ میں رتبہ حضرت مولیٰ  
 ہی کا زائد ہوتا تو یہ الفاظ شیخین ہی کی نسبت تو (نہ) فرمائے جاتے!۔ ہم تو جانیں اللہ  
 تعالیٰ کے نزدیک جس کی قدر زیادہ وہی سب زمین و آسمان والوں اور اگلوں پچھلوں  
 سے بہتر ہوگا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ مرتبہ میں وہ بڑے اور جہان بھر میں بہتری ان کو!۔  
 کیوں منصفو! کیا قرب الہی اور کمال معرفت میں علو و تنہا ہی کوئی ایسی کم قدر چیز  
 ہے جسے ہرگز بناے افضلیت نہ ٹھہرائیں اور اُس کے ہوتے ہوئے جہان بھر میں  
 بہتری و برتری دوسرے پائیں!۔

کلا واللہ! اصل کام قرب خداوندی ہے اور جسے اس میں زیادتی اسی کو سب  
 سے بہتری و بلندی ہے، اور اگر - معاذ اللہ - حدیث میں اسی سیاست و خلافت اور  
 ملک داری و ملک گیری پر نظر ہے اور اسی میں ابوبکر و عمر کو سب سے بہتر فرمایا گیا، تو  
 ہمیں معلوم نہیں کہ ملائکہ آسمان نے سلطنت چھوڑ کہیں کی صوبہ داری بھی کی ہو، پھر  
 اُن سے اس بات میں زیادہ ہونا کیا معنی!۔



(۱) اکمل ابن عدی ۱۸۰۲... جمع الجوامع سیوطی: ۵۰۶/۱: حدیث: ۲۳۰... کنز العمال: ۱۱/۵۶۰۔



خلاصہ یہ کہ ہم یہاں مافیہ التفاضل کو (یعنی جس چیز میں فضیلت دی گئی ہے اس کی بابت) پوچھتے ہیں اور اُس کا مفضل اور مفضل علیہ میں اشتراک لازم کما لا یخفی .

إِنْ شِئْتَ فَانْهَضْ إِلَى الْفَارُوقِ تَسْأَلُهُ  
فَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنَ الْقَاطِئِ الْغُرُورِ (۱)

امیر المؤمنین امام العادلین غیظ المنافقین حضرت سیدنا و مولانا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَوْ وَزَنَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ بِإِيمَانِ أَهْلِ الْأَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ .

— رواه اسحاق بن راہویہ و البیہقی فی 'شعب الایمان' بسند صحیح —

اگر ابو بکر کا ایمان سب آدمیوں کے ایمان سے تولا جائے، تو بے شک ابو

بکر کا ایمان غالب آئے۔ (۲)

بلکہ 'کامل' امام ابن عدی اور مسند الفردوس میں بہ روایت حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مروی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

لَوْ وُضِعَ إِيمَانُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى إِيمَانِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَرَجَحَ بِهَا .

اگر ابو بکر کا ایمان اس تمام امت کے ایمان پر رکھا جائے، تو یقیناً ابو بکر کا

ایمان ہی غالب آئے گا۔ (۳)



(۱) ترجمہ: اگر جی نہ بھرے تو جاؤ عدالت فاروقی رضی اللہ عنہ میں جا کر اس مسئلے کی بابت پوچھ لو، اُن کے الفاظ گہر یار بھی اسی حقیقت کو بے غبار کرتے نظر آئیں گے۔ (اور ان کی زبان سے تو ہمیشہ حق ہی نکلتا ہے)۔

(۲) مسند اسحاق بن راہویہ: ۱۷۲/۳ حدیث: ۱۱۳۳..... شعب الایمان: ۴۲/۱ حدیث: ۳۵..... الابانہ

الکبریٰ ابن بط: ۱۸۳/۳ حدیث: ۱۱۵۵..... کنز العمال: ۳۹۳/۱۲ حدیث: ۳۵۶۱۳۔

(۳) الکامل ابن عدی: ۲۶۰/۵..... أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعہ لا لکافی: ۱۸۶/۶ حدیث: ۱۹۸۰۔

یہ حدیث چند طرق سے مروی ہے، اور امام عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب 'الزہد' اور معاذ بن العنقی نے 'مسند مسد' میں بھی اسے روایت کیا ہے۔ اصل حدیث صحیح ہے اور صحاح<sup>(۱)</sup> میں اس کا شاہد موجود۔ واللہ رب العالمین۔

## صولتِ فاروقی

بعض جلد باز ایسی حدیثیں سن کر یہ تو خیال کرتے نہیں کہ جب حدیث صحیح ہے، تو قبول سے کیا چارہ، اور اعتراض کا کیا یارا!۔ تاہم فی کے باعث کہنے لگتے ہیں کہ دیکھو صاحبو! صدیق کا ایمان سب سے بڑھا دیا تو۔ معاذ اللہ۔ اوروں کا ایمان ناقص ٹھہرا؛ حالانکہ ان عاقلوں کو یہ خبر نہیں کہ مرتبہ کمال تام اور تمامی کامل کے بعد اکملیت کے ہزاراں ہزار درجے ہیں جن میں کسی کو۔ عیاذاً باللہ۔ ناقص نہیں کہہ سکتے؛ مگر پھر بھی آپس میں تفاوت ہے۔



(۱) ولہ شاهد فی 'السنن' ایضاً عن ابی بکرۃ مرفوعاً عن رجل قال: یا رسول اللہ! رايت كان ميزاناً نزل من السماء فوزنت انت و ابو بکر فرجحت انت، ثم وزن ابو بکر عن بقی فرجح. الحدیث انتھی المقاصد الحسنه للامام السخاوی.

اقول: علاوہ بریں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ ہم نے دیکھا ترازو اتری۔ میں اور ابو بکر تولے گئے۔ میں غالب آیا، پھر ابو بکر کو میری ساری امت سے تولتا، ابو بکر کا پلہ غالب رہا، پھر عمر کو باقی امت سے تولتا، عمر راجح ٹھہرا۔ الی آخر الحدیث۔

متعدد ائمہ مثل امام احمد، امام طبرانی، امام ابن عدی، ابن قانع، ابن مندہ اور ابن مردویہ نے بہت سے صحابہ کرام مثل حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت معاذ بن جبل، حضرت اسامہ بن شریک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت محارب بن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔ کما ذکرہ مولانا اخی المعظم فی کتاب التفضیل فلیرجع الیہ من حاول التفضیل. واللہ تعالیٰ اعلم۔ حسن غفرلہ۔

اے برادر بے نہایت درگہست

آنچہ برتومی رسد بروے مالیت (۱)

دیکھو! ایک وقت وہ تھا کہ افضل الانبیاء والمرسلین بعد النبی ﷺ یعنی سیدنا ابراہیم  
خلیل الرحمن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کیا :

رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۝

الہی! مجھے دکھا دے تو کیوں کر مردے جلاتا ہے؟

ارشاد ہوا : اَوْ لَمْ تُؤْمِنُ ۝

کیا تجھے یقین نہیں! عرض کیا :

بَلَىٰ ۝ يٰقِيْنُ كَيْۤسَ لَا يُقِيْنُ ۝

وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۝ (سورہ بقرہ: ۲۶۰-۲۶۱)

لیکن آنکھوں سے دیکھنا اس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو خوب

اطمینان ہو جائے۔

تو دیکھو! حسن ایمان ابراہیمی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان  
کے بعد تمام عالم کے ایمان سے اَقْوَىٰ وَاكْمَلُ ہے، اُس کے بعد بھی ایک درجہ اور تھا،  
جس کی خواستگاری کی گئی۔ اور اُس پر بھی اور مرتبہ وراء الورا کا ہے، جو ہمارے حضور  
پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل۔ اب کیا۔ معاذ اللہ۔ کوئی ایمان خلیل اللہی کو کسی  
وقت میں ناقص کہہ سکتا ہے!۔ واستغفر اللہ العظیم۔



(۱) یعنی اے میرے بھائی! اس درگاہ کی کوئی انتہا نہیں، جس منزل پر بھی پہنچو، وہیں شہرت جاؤ۔  
(بلکہ آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہو) کچھ یہی مفہوم اُردو کے شاعر نے یوں باندھا ہے۔

یہ بزم سے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی

جو بڑھ کے خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اُسی کا ہے

هَلُمَّ اسْرِعْ نَسَائِلُ عِنْدَ حَيْدَرَةَ  
أَنْ لَا تَقُولَ تَحَاكَمْنَا إِلَى عُمَرَ (۱)

امیر المؤمنین امام الواصلین قاتل الخوارج دامغ الروافض قاصع المفضلمین  
حضرت سیدنا و مولانا علیؑ اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے (۲) ہیں :



(۱) ترجمہ: اب آؤ جلدی کرو، چلتے ہیں دربار حیدری (باب العلم) میں، اور اس مسئلے کا حل معلوم کرتے  
ہیں۔ تاکہ تمہیں یہ کہنے کا چارہ نہ رہے کہ ہم نے تو صرف عمر فاروق ہی سے فیصلہ لیا ہے۔

(۲) حدیث مرتضوی: دارقطنی حضرت ابو جحیفہ سے۔ جو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے صحابی اور امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب تھے اور جناب امیر انھیں واجب الخیر  
فرمایا کرتے۔ روایت کرتے ہیں :

أَنَّهُ كَانَ يَرَى أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلَ الْأُمَّةِ فَسَمِعَ اقْوَامًا يَخَالِفُونَهُ فحزن حزنا شديدا،  
فسأله علي بعد أن اخذه بيده و ادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة! فذكر  
له الخبير. فقال له: الا اخبرك بخير الامة خيرها ابو بكر ثم عمر. قال  
ابو جحيفه: فاعطيت الله تعالى عهدا ان لا اكنم هذا الحديث بعد ان  
شافهني به علي ما بقيت.

یعنی اُن کے اعتقاد میں تھا کہ جناب امیر افضل امت ہیں، پھر لوگوں کو اپنے زعم کے خلاف  
کہتے سنا، تو انھیں سخت رنج ہوا۔ جناب مرتضوی ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے معرفت خانہ اسد اللہی  
میں لے گئے اور اُم کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے کیفیت عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں خبر نہ  
دوں کہ امت میں بہترین کون ہیں؟۔ ابو بکر ہیں، پھر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

ابو جحیفہ فرماتے ہیں: پھر میں نے خدا سے عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا، اس حدیث کو نہ  
چھپاؤں گا بعد اس کے کہ خود جناب امیر نے میرے رو بہ رو ایسا ارشاد فرمایا۔

حاندہ: یہاں سے اُن نادانوں کا وہم خوب اچھی طرح دفع ہو گیا جو اس قسم کے کلمات مرتضویہ  
کو تو اضع پر محمول کرتے ہیں کہ اگر تفضیل مرتضوی حق تھی تو اپنے ایک سچے دوست کے سچے عقیدہ  
کو بدل دینا اور اس اہتمام کے ساتھ الگ لے جا کر۔ معاذ اللہ۔ غلط بات تعلیم فرمانا کون سی  
تواضع ہے!۔ ۱۲ عہدہ حسن عفا اللہ تعالیٰ عنہ

یرحمک اللہ یا ابا بکر کنت اول القوم اسلاما و  
 اخلصهم ایمانا و اشدہم یقینا و اخوفہم للہ و اکثرہم  
 مناقب و ارفعہم درجۃ و اقربہم وسیلۃ و اشبهہم رسول  
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہدیا و سمتا و رحمۃ و  
 فضلا و اشرفہم منزلۃ و اکرمہم علیہ فواللہ لن یصاب  
 المسلمون بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم  
 بمثلک ابدا .

— رواہ الامام ابو عمر بن عبد البر فی ”الاستیعاب“ عن امیۃ بن  
 صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ابن السمان فی ”الموافقۃ“ و المحب  
 الطبری فی ”الریاض النضرۃ“ فی حدیث طویل جامع لفراند فوائد  
 تقطع دابر التفضیل—

یعنی اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ کا اسلام سب سے  
 آگے تھا..... آپ کا ایمان سب سے زیادہ خالص..... آپ کا یقین  
 سب سے مضبوط..... خوفِ الہی آپ کو سب سے بڑھ کر..... مناقب  
 آپ کے سب سے اکثر..... درجہ آپ کا سب سے بلندتر..... وسیلہ آپ  
 کا سب سے قریب تر..... اور جیسے آپ چال ڈھال، مہربانی، اور بزرگی  
 میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے، ایسا کوئی نہ  
 تھا..... اور آپ کا رتبہ سب سے شریف تر..... اور آپ کی عزت بارگاہ  
 رسالت میں سب سے بڑھ کر۔ سو خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
 علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں پر کسی کا انتقال وہ مصیبت نہ ہوگا جیسا  
 آپ کا انتقال!!۔

## طرہٴ اَسَدِ اللّٰہی

ہاں! کہاں ہیں تحقیق پسند دل اور انصاف پسند آنکھیں! ذرا خواب غفلت سے جاگیں اور اس ارشاد ہدایت بنیاد حضرت اسد اللہی - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ - پر یہ نگاہ ایمانی غور کریں کہ یہاں جو حضرت مولیٰ علیٰ صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کو سب پر تفضیل دے رہے ہیں، انھیں اُمور ظاہری ملک داری اور ملک گیری وغیرہ بالائی باتوں میں کلام فرماتے ہیں یا خلوص ایمان و قوت، شدت خوفِ الہی اور کثرت مشابہت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہ روح ولایت اور مغز معرفت ہے، اور یہ لفظ بھی خیال سے نہ اُتریں کہ ابو بکر کی خوبیاں سب سے زیادہ اور درجہ سب سے اُوچا اور مرتبہ سب سے بزرگ اور بارگاہ رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں عزت سب سے افزوں۔



(۱) ارشاد علوی: ابو عمرو بن عبدالبر "استیعاب" میں حکم بن مجل سے اور دار قطنی اپنی "سنن" میں راوی سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

لَا أَحَدٌ أَحَدًا فَضَّلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَدْتُهُ حَدًّا الْمُفْتَرِي.

(ترجمہ: اگر میں نے کسی کو اس حال میں پالیا کہ وہ مجھ کو ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پر فضیلت و فوقیت دیتا ہے تو میں یقیناً اُس پر بہتان باندھنے والے کی طرح حد نافذ کروں گا)۔

فائدہ: امام زہبی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی اور اسی کے قریب امام ابوالقاسم طلمی نے کتاب السنۃ میں جناب علقمہ سے روایت کیا۔

تنبیہ: اب تو پتہ لگانا اُس وہم کا زب کا کہ جناب اسد اللہی حضرات شیخین کو بطور انکار اپنے اُوپر تفضیل دیتے تھے! اچھا انکار ہے کہ مخلوق خدا پر سچی بات میں مفتر، نہ اگر اسی (۸۰) کوڑوں کا حکم ہوا، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ تفضیل شیخین حضرت مولیٰ کے نزدیک قطعی تھی جب تو اُس کے انکار پر حد جاری فرمائی: ورنہ حدود تو آدنی شہد سے دفع ہو جاتی ہیں۔ خود مولیٰ علی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی: اذُرُّوْا الْحَدُوْدَ اور یہیں سے مرفوع ہوا وہ قول جو در بارہ عدم تضعیفِ عمر سے منقول ہوا۔ ظاہر ہے کہ کہاں معمر اور کہاں اسد حیدر! ۱۲ منہ حسن۔

## طنطنہ خیر کشائی

یہاں بھی بعض حضرات فرمانے لگتے ہیں کہ جب وہ اعلیٰ ہوئے، تو یہ ادنیٰ ٹھہرے۔ اس مغالطہ کا پورا حل تو وہی ہے جو 'صولت فاروقی' میں گزرا، اور مرتبہ اجمال میں آکر ان حضرات سے اتنا پوچھ لیجئے کہ آخر حضرت مولیٰ کی ولایت و معرفت، حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی معرفت و ولایت سے تو ضرور ارفع و اعلیٰ ہے۔ اب کیا۔ معاذ اللہ۔ دونوں شہزادوں کی ولایت ادنیٰ درجہ میں رکھو گے! یا عیاذ باللہ۔ ان کو ولی ناقص کہو گے!!۔ خدارا! ایسی تو نہ کہا کرو جو اُلٹی (خود اپنے ہی سر آ) پڑے!۔ واللہ الہادی۔

إِسْمَعُ كَلَامَ أَوْلِي الْعِرْفَانِ وَالْعُلَمَاءِ  
فَفِيهِمُ الْأَسْوَةُ الْحُسْنَى لِمُعْتَبِرٍ (۱)

علماء و اولیاء کے اقوال درکار ہوں تو امام حجۃ الاسلام محمد غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

'ابوبکر و عمر کی شہرت تو خلافت و سیاست میں ہے اور ان کی افضلیت معرفت و ولایت میں۔'

اور فرماتے ہیں :

'جس کی جس قدر معرفت زیادہ، اسی قدر اُس پر تجلی الہی افزوں۔ اسی لیے ابوبکر پر خاص تجلی ہوگی اور اوروں پر عام۔' (۲)

(۱) ترجمہ: (اب ذرا لگے ہاتھوں) آری اب علم و عرفان کے کلام حق بیان بھی سنتے چلو؛ کیوں کہ ایک صاحب اعتبار کے لیے ان کی باتیں بھی کسی عظیم نمونہ (اور روشن دلیل) سے کم نہیں ہوتیں!۔  
(۲) احیاء علوم الدین: ۲۳۱۔

سیدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ جنہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے 'بحر الحقائق' لقب دیا، فتوحات شریف میں فرماتے ہیں :

'مقامات ولایت میں ابوبکر سے اعلیٰ کوئی نہیں۔ اُن کا مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہے۔ اُن کا مقام نبوت سے نیچے اور صدیقیت سے اوپر ہے۔ اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں کوئی نہیں۔ وہ اپنے وقت کے یکتا ہیں اور اُن کے ماسوا سب اُن کے زیر حکم۔ اور فرماتے ہیں :

'غوث ہر دور میں ایک ہی ہوتا ہے اور وہ اپنے وقت کے تمام اولیا کا سردار ہے، اور چاروں خلیفہ اپنے اپنے وقت کے غوث تھے۔  
قطب العالم امام شعرانی کتاب 'الیواقیت والجاہر' میں فرماتے ہیں :  
'تمام اولیائے محمدین میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔'

افندی محمد رومی برکلی 'طریقہ محمدیہ' میں فرماتے ہیں :  
'افضل ولی ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان ذوالنورین، پھر علی مرتضیٰ اور اُن کی خلافت بھی اسی ترتیب پر ہے۔ (۱)  
سیدی عبدالغنی نابلسی 'حدیقہ ندیہ' میں فرماتے ہیں :

'صدیق اکبر جو تمام اُمت محمد ﷺ سے افضل ہیں، تو اُس راز کے سبب افضل ہیں جو اُن کے سینے میں متمکن ہے، جس کے سبب انہیں اُس قسم کا قرب الہی ملا کہ قیامت تک کسی صدیق کو نہ ملے گا، پھر اگر بعض اولیا مرتبہ

(۱) بریقہ محمودیہ فی شرح طریقہ محمدیہ ۳۲۲۔



تکمیل میں اُن سے بڑھ جائیں اور طریقہ ہدایت و ارشاد اُن سے زیادہ  
جائیں، تو کچھ ہرج لازم نہیں آتا۔

اقول: الحمد للہ کہ اس امام اجل ولی اکمل کے ارشاد نے حق خوب واضح کر دیا  
اور مخالفین کے سارے شکوک مٹا دیے۔ یہی عقیدہ ہے ہمارا کہ حضرت جناب شیر خدا  
- کرم اللہ تعالیٰ وجہہ - کو مرتبہ ارشاد و تکمیل میں وہ زحمان روشن حاصل کہ صدیق کو  
ہرگز نہیں۔ اس لیے سلاسل اولیا اُس جناب تک منتہی ہوتے ہیں اور وصولِ اِلی اللہ  
اُن کے دامن سے وابستہ؛ مگر اس سے صدیق کے قرب ربانی اور معرفتِ نفسانی میں  
پیشی و پیشی نہیں مٹی۔ وَهوَ الْمَقْصُودُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ .

امام زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں :

ابوبکر صدیق اکبر ہیں اور علی صدیق اصغر۔

اور فرماتے ہیں :

'قطب تمام مقامات ولایت کا جامع ومدار اور اپنے زمانہ میں سب اولیا  
کا سردار ہوتا ہے اور جمہور اولیا کے نزدیک پہلے قطب نبی ﷺ کے بعد  
صدیق ہیں، پھر فاروق، پھر عثمان، پھر علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔'  
شیخ الوقت سیّدی علی الجبیری - قدس سرہ النوری - جن کی عظمت شان اور  
جلالت عرفان دریافت کرنی ہو، تو مولانا جامی کی 'نجات الانس' دیکھیے، 'کشف  
الحجاب' شریف میں فرماتے ہیں :

'اگر سچا پکا صوفی درکار ہے، تو صفائے کامل تو صدیق پر نثار ہے کہ وہ تمام  
اولیا کے امام و سردار و پیشوا ہیں۔ اُن کے بعد ہر باب میں عمر تمام جہان  
کے سید و سردار و مقتدا ہیں۔'

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں :

’اکابر اولیا کا اجماع ہے کہ معرفت و ولایت میں صدیق کو کوئی نہیں پہنچتا۔‘

مخدوم سید اشرف جہاں گیر چشتی سمنانی قدس سرہ فرماتے ہیں :

’اگر پیر ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ اور مرید ہیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔‘

خدمت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری وغیرہ اکابر اولیا فرماتے ہیں :

’جب تک جہان ہے، نہ رسول اللہ ﷺ سا پیر ہوگا، نہ صدیق اکبر سا مرید۔‘

اور ’شرح آداب المریدین‘ میں فرماتے ہیں :

’عظمت و جلال الہی جیسا ابو بکر کے دل میں تھا، کسی کے دل میں نہ تھا، عمر و عثمان و علی اور تمام صحابہ کے لیے مقامات عالیہ ہیں؛ مگر جو کچھ ان سب سے در اور مقامات سے برتر و بالا ہے، وہ خاص صدیق اکبر کا حصہ ہے۔‘

قاضی القضاة مخدوم شیخ شہاب الدین دولت آبادی فرماتے ہیں :

’ابو بکر افضل الاولیا ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی۔ جو مولیٰ علی کو ابو بکر و عمر سے بہتر بتائے، وہ رافضی ہے۔‘

ملک العلماء بحر العلوم ’شرح مشنوی مولوی معنوی‘ میں فرماتے ہیں :

’ابو بکر و عمر ولایت و معرفت میں سب سے افضل ہیں، مولیٰ علی کو ولایت کی رُو سے افضل اُمت کہنا مذہب روافض پر درست ہو سکتا ہے۔‘

بالجملہ مصطفیٰ ﷺ کا وہ فرمان، صحابہ کرام کا یہ اذعان، خود جناب ولایت مآب کا وہ ارشاد، علماء و اولیا کا یہ اعتقاد، پھر سنی ہو کر ان سب کو پس پشت ڈالنا اور دل سے گڑھ کرنی راہ نکالنا کیوں کر بنا!۔‘

یہ دو حرف بطور نمونہ عرض کیے گئے کہ شاید کسی حق طلب کو اسی قدر کفایت کرے؛ ورنہ تحقیق بالغ اور تنقیح کامل درکار ہو تو تصانیف شریفہ حضور پر نور سیدنا و مولانا و مرشدنا و ماوانا سید الواصلین سدا کا ملین قبلہ دینی کعبہ یقینی حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قادری برکاتی احمدی رسولی مارہروی مسند آراے سرکار مارہرہ دامت برکاتہم الباطنہ و الظاہرہ، اور تو الیف لطیفہ حضرت اخئی المعظم عالم اعلم نخل نوخیز گلشن تحقیق نغمہ عطر بیز گلبن تدقیق حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب قادری برکاتی احمدی رسولی بریلوی دام ظلّہ العلی السبحی کو مطالعہ کیجیے کہ خدا انصاف دے، تو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آنکھیں کھل جائیں اور غفلت و ناواقفیت کے نشے نعرہ شیرانہ کے حضور ہرن ہوتے نظر آئیں۔

بیابیا کہ تجلاے حق نما ایں جاست

بیابیا سر باطل بہ زیر پا ایں جاست (۱)

اِنْ كَانَ عِنْدَكَ بُرْهَانٌ فَاَبْدِ لَنَا

اَمْ لَا اِمَامَ سِوَى الْاِصْرَارِ وَالْبَطْرِ (۲)



(۱) یعنی آ جاؤ، چلے آؤ، یہی وہ جگہ ہے جہاں حق کے انوار و تجلیات برستے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں باطل کا سر (حق کے) قدموں تلے کچلا پڑا ہے۔

(۲) ترجمہ: اگر (اپنے دعوے کے ثبوت میں) تمہارے پاس کوئی دلیل ہو تو اسے بلا تکلف ہمارے سامنے پیش کرو؛ مگر ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس محض اصرار اور تکبر و دشمنی کے کوئی چارہ کار نہیں۔

## غرش کوسِ حیدری

حضرات سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ ہماری دلیلیں آپ کی سمجھ سے ورا سہی؛ مگر آپ جو تفصیل حضرات عالیہ شیخین میں طرح طرح کی شاخیں نکالتے اور اجماعی مسئلہ اہل سنت میں تاویل و تبدیل کے ہاتھوں رنگ رنگ کے رخنے ڈالتے ہیں، آپ کے پاس بھی کوئی حجت ہے یا محض ایجاد بندہ پر قناعت ہے!۔

زیادہ نہیں دو ہی ایک آیت قطعی الدلالت یا احادیث صحیح المتن و السند سے شیخین کا ولایت ذاتیہ میں کم ہونا ثابت کر دیجیے، یا سلف و خلف اکابر امت کا سواد اعظم آپ کی طرف ہو، تو انہیں کے اقوال پیش کیجیے؛ ورنہ کیا ہم پر جبر کیا جاتا ہے کہ ہم تو اپنے دلائل قاہرہ سے درگزر کریں اور حضرات کے خیالی پلاؤ بگھریں۔

## کدھر ہے شرمِ تفضیل کی غیرت!

خدا را! ذرا حیت و ہمت کو کام فرمائیے اور ولایت و معرفت میں کمی شیخین پر دلائل سنائیے۔ آیت ہے تو کیوں نہیں بتاتے، حدیث ہے تو کیوں نہیں دکھاتے، صحابہ سے خبر پہنچی تو سکوت کیوں ہے، اہل بیت نے تصریح فرمائی تو ادعاے بے ثبوت کیوں ہے؟۔

خود حضرت مولیٰ نے کچھ فرمایا تو دکھاؤ! کس کھو میں چھپایا، جما ہیرائے نے کچھ اقوال دیے تو اٹھو، رکھنا کس دن کے لیے، اور جب ہر طرف سے پشیمانی تو کس برتے پرتا پانی؛ مگر اتنا یاد رہے کہ تحریف و تصرف کے کاوے، تاویل و تکلف کے چھلاوے، زور زبان کا جلوہ دکھانا، ناموافق کو موافق بتانا، اہل حق نے تو کاہے کو مانا، جو نص ہو صریح ہو، جو حدیث ہو صحیح ہو، اقوال ہوں تو جمہور کے، دلائل ہوں تو شعور

کے، طرق تمسک اور وجہ تعازک محفوظ رہیں، علوم ثلاثہ اصیلین و مناظرہ ملحوظ رہیں؛ ورنہ تقصیر معاف!۔

ع: مغز ماخورد و حلق خود بہ درید<sup>\*</sup> سے کیا حاصل فَاِنَّ لَمْ تَفْعَلُوْا وَاَنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخٰٓئِنِيْنَ . (یعنی اگر تم اپنے دعوے پر دلیل نہ لاسکو اور تم ہرگز کبھی نہیں لاسکتے؛ تو اب تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ خائنوں کو کبھی راہ یاب نہیں فرماتا)۔

ہیہات ہیہات! قامتِ دلائل نصیب دشمنان، کاش! دوسروں کی تحریر ہی غور سے سنیں سمجھیں تو کیوں ناحق جھگڑیں، بے وجہ بگڑیں، کانٹوں میں الجھیں، اور نہیں تو وہ سوالات ہی دیکھیں جو اہل سنت کی طرف سے مطبوع ہوئے کہ اگرچہ بہ ظاہر سوال ہیں؛ مگر خدا سمجھ دے تو دلائل نغیہ کی ہری بھری ڈالیاں، تحقیق کے بھینے بھینے پھولوں سے مالا مال ہیں۔ کاش! سب مل کر انھیں کے جواب پر ہمت فرمائیں کہ تعصب نہ ہو تو۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ بہ نگاہ اولین صراط مستقیم پر آجائیں۔

وَلٰكِنَّا الْهٰدِيَآءَ لَنْ نَّتَّالٰٓا ۝ بِلَا فَضْلِ مِنَ الْمَوْلٰى تَعَالٰى ۝<sup>(۱)</sup>  
وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنَعْمَ الْوَكِيْلُ

مَالِيْ اَرَاكَ سَلِيْطًا تَشْتِمُ الْعُلَمٰٓا  
اِنَّ الشَّتِيْمَةَ يٰٓا هٰذَا مِنْ الْكُبْرِ<sup>(۲)</sup>

(۱) ترجمہ: لیکن جب تک مولا جل مجدہ کا خاص فضل اور اُس کی عنایت شامل حال نہ ہو منزل ہدایت تک کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوتی۔

(۲) یعنی (کیا دانش مندی ہے کہ) ایک طرف تو اپنی بے بنیاد باتوں سے ہماری دماغ سوزی کی، اور دوسری طرف بیجا دعوے کر کے اپنے گلے پھاڑے!۔

(۲) ترجمہ: آخر یہ کیا بات! کہ میں تجھے ارباب علم و فنقہ پر زبان طعن دراز کرتا دیکھ رہا ہوں۔ شاید تجھے معلوم نہیں کہ سب دشمن ہمیشہ کبر و نخوت کی کوکھ سے جنم لیا کرتے ہیں۔

## پر تو شانِ شبری

اچھا! نہ سہی، ہم تمہاری خاطر سے یوں ہی مانے لیتے ہیں کہ - خدا نہ کردہ -  
حضرات کی طرف بھی دلائل صریحہ صحیحہ موجود ہیں؛ مگر آخر یہ احادیث و اقوال علماء و  
اولیا جو ہم پیش کرتے ہیں، جن میں ہمارے مذہب کی صاف صریح روشن تصریح  
ہے، یہ بھی تو اہل سنت کے قدوہ و پیشوا ہیں، پھر نقول بھی اس بلند پایہ کی کہ اُن  
مذہب کو مذہبِ جمہور اولیا فرمائیں، اور اکابر صوفیہ! جماع اکابر بتائیں۔

اب اگر ہم غریبوں نے اُن کے پاک مبارک دامنوں سے وابستگی کی، تو کون  
سا گناہ ہوا، جس پر - خدا کی پناہ - بغض و حسد، غیظ و غضب اور شتم و سب کے طومار  
بندھے، خانہ تعصب میں القاب سیدِ خرد و نصب کے بندھنوار بندھے۔

اتنا تو دیکھا ہوتا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ اُن ائمہ دین، علمائے عالمین اور  
اولیائے کاملین کے کلمات طیبات میں حرف بہ حرف مصرح ہے یا نہیں؟، اگر نہ ہو، تو  
ہم ملزم اور ہوتو! اتنا دکھا دو کہ آج تک ان علماء و اولیا پر اس مسئلہ میں کبھی طعن و تشنیع کے  
لام بندھے، یا - معاذ اللہ - خارجی ناہمی نام رکھے گئے، اور جب ایسا نہیں تو عزیز و  
اُن کے پیرو پر کیوں غضب کی نگاہیں ٹوٹ پڑیں!۔

ہائے قحط! انصاف! اول تو تمہاری طرف تصریحات کب ہیں!، اور ہوں بھی تو  
ایسے مشاہیر ائمہ کہاں!! اور ہوں بھی تو جمہور و شاذ کا فرق کدھر جائے گا۔ اور نہ بھی  
سہی تو اُن کی وجہ ترجیح کیا۔ اور ہو بھی تو غایت درجہ مسئلہ اہل سنت میں خلائی ٹھہرے  
گا، پھر تمہارے ان کلمات خشم و شتم کا کچھ حساب خدا کے یہاں ہے یا نہیں!

من آلِ چہ شرط بلاغ ست باتومی گویم  
تو خواہ از خنم پند گیر و خواہ ملال (۱)

وَاللّٰهُ تَعَالٰی الْهَادِي .

الْعَبْدُ يُثْنِي عَلَى الْمَوْلَى بِمَحْمَدَةَ  
أَشْهَى مِنَ الدَّرِّ بَلَّ أَبْهَى مِنَ الدَّرِّ (۱)

### بوسہ پائے قنبری

جب ہمارے مہربان مخالف - بحمد اللہ - عاجز آتے اور ہمارے اصل مذہب میں کوئی ذریعہ طعن نہیں پاتے تو ناچار ہو کر افترا و بہتان کی پناہ میں جاتے ہیں کہ فلاں بندہ خدا تو - معاذ اللہ، معاذ اللہ - حضرت مولیٰ علی - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ - کی تفضیل شان کرتا ہے۔ فلاں تو - استغفر اللہ، استغفر اللہ - حضرات شیخین کی تفضیل میں جمیع الوجوہ کا دم بھرتا ہے؛ حالانکہ علمائے اہل سنت کے رسائل و تحریرات میں اس جہالت کا صاف و صریح رد مذکور ہے، بلکہ جو جزو عقائد مہری و تختی ان حضرات کے بعض اکابر نے حضرت انبی المعظم مولانا مظلہ الاکرم سے یہ حیلہ قبول مذہب و اختیار ستیت منگوا یا تھا، اُس میں بھی تفضیل من کل الوجوہ پر کھلی تشنیع مسطور ہے؛ مگر انغوائے عوام کے لیے طومار بندیوں سے باز نہیں آتے اور مواخذة یسوم یقوم الناس لرب العلمین سے مطلق ہر اس نہیں لاتے۔



- (۱) یعنی میرا کام پند و نصیحت کے چراغ جلاتے جاتا ہے، سو میں وہ کام کر رہا ہوں، اب آپ خواہ اس سے نصیحت کی روشنی حاصل کریں یا ملال کی آگ میں جھلسیں، (یہ آپ کی اپنی مرضی ہے)۔  
(۲) ترجمہ: جب ایک بندہ اپنے مالک و مولا کی اپنے خاص آہنگ و درنگ میں حمد و ثنا بیان کر رہا ہوتا ہے تو وہ اس کے لیے دودھ سے کہیں زیادہ لذیذ اور موتیوں سے کہیں زیادہ بیش قیمت ہوتا ہے۔

ہر چند کہا جاتا ہے کہ تعظیم شانِ رفیع اور مکانِ منیع حضرت شیر خدا مشکل کشا - کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی - ہم سنیوں کا عین ایمان اور جو مرد و اُس جناب گردوں قباب کو - معاذ اللہ - ادنیٰ نگاہ تحقیر و تنقیص سے دیکھے، جہنم کا کندہ، ابلیس کا بندہ، پکا شیطان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم حضرات شیخین کو اُس جناب سے افضل جانتے ہیں؛ مگر یہ خاص ہمارا ہی عقیدہ نہیں، تمام ائمہ اہل سنت ایسا ہی مانتے ہیں۔

اگر تفضیلِ افضل تو بین مفضول ٹھہرے تو آدمی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء سابقین سے افضل نہ کہے تو خدا کا غضب نازل ہو، کہے تو تمہارے طور پر تو ہیں انبیاء کا مرتکب ٹھہر کر جہنم ابدی میں داخل ہو۔ بے چارہ کس بلا میں پڑا، نہ راہے رفتن نہ روے ماندن۔ (۱)

اسی لیے ہمارے ائمہ تصریح فرماتے ہیں کہ فضل شیخین، فضل ختمین سے زائد ہے، بغیر اس کے کہ فضل ختمین میں - معاذ اللہ - کوئی قصور و فتور راہ پائے۔

لیکن کون سنتا ہے، وہاں وہی تہمت و افترا کی دھن بندھی ہے، تو ہیں تو ہیں کی رٹ لگی ہے؛ لہذا فقیر حقیر اُن حضرات کی غرور افگنی اور تکبر شکنی کو حضرت انبیاء المعظم مولانا رضامظلہ کی کتاب تفضیل سے یہ چند سطر بطور نمونہ نقل کرتا ہے اور اس رسالہ کا 'الْكَرَامَةُ الْعَنْبَرِيَّةُ مِنَ الْمَجْمَرَةِ الْحَيْدَرِيَّةِ' نام تاریخی اور 'تزک مرتضوی' مشعر سال عیسوی لقب دھرتا ہے۔

وَاللَّهُ الْمَوْفِقُ وَالْمُعِينُ وَبِهِ نَسْتَعِينُ لِدَفْعِ الْحَاسِدِينَ وَطَرْدِ الْمُفْسِدِينَ  
تفضیل کا جو یا نہ ہو مولا کی ولایت میں ☆ یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا  
مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو غافل ☆ ارباب جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا☆



(۱) یعنی نہ تو بھاگنے کے لیے کوئی راستہ ہے اور نہ ہی کوئی سمت۔

(۲) موقع کی مناسبت سے یہ اشعار صاحب کتاب کے مشہور، یوان ذوق نعت سے ماخوذ ہیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نقل تبصرہ سابعہ از تبصرات عشرہ مقدمہ ثانیہ رسالہ تفصیل تصنیف منیف حضرت رضا مدظلہ الجلیل

برداشتن داغ حسرت و بارکبت بردل حاسداں و سرفسداں گذاشتن (۱)

### تبصرہ سابعہ

قَالَ مَدَّ ظِلَّهُ الْعَالِي مَدَى الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي :

سُنِّتِ اُس صراطِ مستقیم کا نام ہے جس میں لَمْ يَجْعَلْ لَهٗ عِوَجًا (۲) طرفین  
افراط و تفریط کی طرف میلان۔ بحمد اللہ۔ حرام ہے؛ لہذا ہم جس طرح ان تبصرات  
میں اپنے مخالف اہل یعنی فرقہ تفضیلیہ کے خیالات باطلہ و اُدھام عاطلہ کی بیخ کنی  
کرتے آئے ہیں، واجب کہ کچھ دیر ادھر سے باگ پھیر کر دو چار باتیں اُن حضرات  
سے بھی کر لی جائیں جنہوں نے بعض متاخرین ہند کے بعض کلمات زور آزمائی دیکھ  
کر بد اہت عقل و شہادت نقل کو بالائے طاق رکھا اور حضرات شیخین یا جناب صدیق  
اکبر رضی اللہ عنہ کی تفضیل من جمیع الوجوہ کا دعویٰ کر دیا کہ جس طرح وہ فرقہ ہمارے  
طریقہ مراد میں سبگ راہ ہے، ان لوگوں کی خلش بھی چشم انصاف میں خار دامان نگاہ  
ہے۔ جب طرفین کے شبہات کا علاج ہو جائے گا، تو ہم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اپنے  
نزدیک جو معنی تفضیل ہیں، اُن کے چہرہ تحقیق سے نقاب اٹھائیں گے کہ مقصود اعظم  
ان مباحث سے وہی ہے۔ وَاللّٰهُ وَّلِيُّ التَّوْفِیْقِ ۔

(۱) یعنی (اب ہم) حسرت و کبت کے گراں بار بوجھ سے گلو خلاصی کر کے اُسے حاسدوں کے دل  
اور فسادیوں کے سر پر رکھ چھوڑتے ہیں۔

(۲) اور اس میں اصلا کوئی بی نہ رکھی۔ (سورہ کہف: ۱۷/۱۸)

اب ذرا تبصرہ اولیٰ کی تقریر پر دوبارہ نظر ڈالیے کہ جس طرح اُس سے یہ امر منصفہ وضوح پر جلوہ گر ہو چکا کہ مجرد کسی فضیلت سے اختصاصِ مناظرِ افضلیت و اکرمیت نہیں؛ ورنہ تناقضِ بین لازم آئے کہ صحابہ میں اکثر حضرات فضائلِ خاصہ سے ممتاز تھے جو اُن کے غیر میں نہ پائے جاتے، اور بہ ہمیں وجہ بعض آحاد صحابہ خلفائے اربعہ سے افضل قرار پائیں جو کہ خلافِ اجماع ہے۔ اسی طرح یہ مقدمہ بھی انجلا سے تام پا چکا کہ ان حضرات میں ایک کو دوسرے سے بہ جمع وجوہ افضل اور تمام افرادِ محامد میں اعلیٰ و اکمل نہیں کہہ سکتے؛ ورنہ خصائصِ خصائص نہ رہیں کَمَا لَا یَخْفَى۔

فقیر حیران ہے یہ حضرات مفضولیتِ مطلقہ اور اختصاصِ بہ خصائص میں منافات نہ مانیں گے یا مولیٰ علی کے مناقبِ خاصہ ہی سے انکار کر جائیں گے۔ خدا را! ذرا آنکھ کھول کر کتبِ حدیث دیکھیں جس قدر خصائصِ وافرہ<sup>(۱)</sup> حضرت مولیٰ کے مالک و مولیٰ نے انھیں عطا فرمائے، دوسرے کو تو ملے بھی نہیں، پھر صریح آفتاب کا انکار کیوں کر بن پڑے گا!

بِحَمْدِ اللّٰهِ هَمَارَے آقائے نامدار پروردَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ<sup>(۲)</sup> کا ایسا پر توجلیہ ہے کہ اُن کے فضائلِ علیہ ہمارے نشر و تذکیر کے محتاج نہیں، نہ ہماری قدرت اُس کی وسعت رکھے؛ مگر حبیب کا ذکر حبیب اور رحمتِ الہی کا نزول قریب؛ لہذا شوقِ دلی



(۱) اعلم ان الفضیلة شیئی والافضلیة شیئی اخر والاوّل ما یقبل فیہ الضعاف ما لم یشتد ضعفها بخلاف الثانی و هذه نکته یجب حفظها فقد غفل عنها کثیر من ابناء الزمان، واللہ الہادی . ۱۲ منہ

یعنی معلوم ہونا چاہیے کہ فضیلت اور افضلیت دو الگ الگ چیزیں ہیں؛ کیوں کہ فضیلت میں ضعفِ رواہاتیں بھی قبول کر لی جاتی ہیں اگر ان میں ضعف بہت شدید درجے کا نہ ہو؛ جب کہ افضلیت میں ایسا نہیں ہوتا۔ یہ نکتہ بطور خاص ذہن نشیں رکھنا چاہیے؛ کیوں کہ بہت سے ابنائے زمانہ (اور دعویٰ اراکانِ علم) اسے بھولے بیٹھے ہیں۔ اور بہ ایت فقط اللہ کی توفیق سے ملتی ہے۔

(۲) اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۃ الشرح: ۴۹/۹۳)

جوش زن ہے کہ شیخین کی تفصیل میں جمیع الوجوہ ماننے والے ذرا سنبھل کر بتائیں کہ وہ کون تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

’لوگ مختلف پیڑوں سے ہیں اور میں وہ ایک درخت سے۔‘ (۱)

ہاں! وہ علی مرتضیٰ ہے، مصطفیٰ کی شاخ، آل مصطفیٰ کی جڑ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

ہاں! وہ کون تھا، جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا۔ جب وہ ہمارا پیارا محبوب روانہ ہوا، محبت مصطفوی ﷺ نے جوش فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ بلند فرما کر دعا کی :

اللَّهُمَّ لَا تُؤْتِنِي حَتَّى تُرِيَنِي عَلِيًّا . (۲)

اے الہی! مجھے دنیا سے نہ اٹھانا جب تک علی کو نہ دیکھ لوں۔

ہاں! وہ علی ہے محبوب خدا و مطلوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے، جس کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے :

’اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت اُس کے صلب میں رکھی اور میری ذریت

اس کی پشت میں ہے۔‘ (۳)



(۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۱۲ منہ..... جمع الجوامع سیوطی: حدیث: ۲۸۳..... میزان الاعتدال: ۳۰۶/۲۳۰ حدیث: ۳۸۵۰..... کنز العمال، کتاب الفحائل، فضائل علی رضی اللہ عنہ، حدیث: ۳۲۹۳۳، جلد ۱۱، ص ۲۷۹۔ دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

(۲) عن ام عطیہ رضی اللہ عنہا۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، مناقب علی رضی اللہ عنہ، دارالفکر بیروت، جلد ۵ ص ۳۱۲..... معجم کبیر طبرانی: ۲۳۵/۱۸ حدیث: ۲۰۶۷۹..... فضائل الصحابہ احمد بن حنبل: ۱۰۰۳/۱۷۳..... تاریخ کبیر بخاری: ۲۰/۹ حدیث: ۱۳۹..... تہذیب الکمال: ۳۳/۱۸۶ حدیث: ۷۲۷۸۔

(۳) طب عن جابر، خط عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ۱۲ منہ مدظلہ ﷺ، کتاب الفحائل، دارالکتب العلمیہ، بیروت، جلد ۱۱ ص ۷۵۔

ہاں! وہ علی ہے ابوالائمۃ الطاہرین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے بشارت دیتے ہیں :

’توروز قیامت قسم نار و جنان ہے۔‘ (۱)

ہاں! وہ علی ہے سید البرار و قاتل الکفار رحمۃ اللہ علیہ۔

ہاں! وہ کون ہے، جسے اُس معراج کے جانے والے، عرش پر قدم رکھنے والے

نے حکم دیا :

’میرے <sup>(☆)</sup> کندھوں پر چڑھ کر سقفِ کعبہ سے بت گرا دے۔‘

اور جب وہ بلند اختر چڑھا، اپنے کو ایسے مقام رفیع پر پایا کہ فرمایا :

اِنَّهُ لَيَسْخِلُ اِلَيَّ اِنِّي لَوُدِّسْتُ لِنَلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ . (۲)



(۱) کنز العمال، کتاب الفہائل، فضائل صحابہ، فضائل علی، حدیث ۳۶۳۷۱، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد ۱۳ ص ۶۶۔

(۲) یعنی رواہ الامام احمد فی مسندہ و النسائی فی ”الخصائص“ بطرق عبدیلة عن سیدنا علی، و ذہل الفاضل الدہلوی فی ”التحفة“ فلیحفظ. ۱۲ منہ ظلمہ العالی۔

مسند بزار: ۳۵۱/۱: حدیث: ۷۶۹..... مسند ابویعلیٰ موصلی: ۲۸۰/۱: حدیث: ۲۷۶..... مسند امام احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، حدیث: ۶۳۳، دار الفکر بیروت، جلد ۱ ص ۱۸۳۔

(☆) قول: میرے کندھوں پر چڑھ کر اترے۔۔۔

حضرت مقدم محققین امام المدققین بقیۃ السلف حمیۃ الخلف سیدنا العلامة القہامۃ خدمت والد ماجد قدس اللہ سرہ العزیز کتاب ’سرور القلوب فی ذکر الحبوب‘ کے اوّل میں یہ تقریب ذکر گراں باری وحی و رسالت ارشاد فرماتے ہیں :

’اسی وجہ سے فتح مکہ کے روز جب مولیٰ علی نے درخواست کی کہ آپ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ کر بتوں کو کعبہ کی چھت سے اتار لیجیے اور تصویریں مٹا دیجیے، منظور نہ فرمائیے کہ خیر غلنی اور بات ہے اور بار نبوت اٹھانا اور بات!۔ حضرت علی میں یہ قوت کہاں تھی کہ بار گراں نبوت

مجھے خیال آتا تھا اگر چاہوں تو آسمان کا کنارہ چھو لوں۔  
 ہاں! وہ علی ہے بالامنزلت والامرتبت کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔  
 ہاں! وہ کون ہے؟ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک میں ساتھ نہ  
 لے گئے۔ عرض کیا:  
 ’حضور! مجھے عورتوں بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں‘

إرشاد ہوا:



بقیہ: اپنے کندھے پر اٹھاتے۔ لہذا اُن سے فرمایا کہ تمہیں میرے کندھے پر چڑھ کر بت گراؤ  
 اور تصویریں مٹا دو!۔

انتہی بلفظہ الشریف قدس سرہ اللطیف.

اب بعض حضرات کا جوشِ تعصب دیدنی ہے۔ جب سے کتاب مستطاب میں یہ عبارت سنی  
 ہے، بہ زعم خود گویا چڑھ بنی ہے۔ اپنے حواشی و حواہین کو بار بار یہ عبارت سنائی جاتی ہے  
 اور بہ راہِ اغواء و مغالطہ دعویٰ اُن بے چارے جاہلان بے خرد سے کہا جاتا ہے ”دیکھیے حضرت!  
 یہ صریح تو ہیں ہے حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی کہ اُن میں باریت اٹھانے کی قوت  
 نہیں بتاتے۔“

**اقول:** ازل تو معترض بہادر کو اتنی خبر نہیں کہ جو کچھ حضرت مقدمہ محققین نے فرمایا، بالکل  
 ترجمہ ہے حدیث کا، پھر اگر اعتراض ہے، تو حدیث پر زیادہ لیاقت نہ ہو، تو مدارج النبوة  
 دیکھیے:

’علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم وجہہ بعض رسائید کہ یارسول اللہ ﷺ پائے مبارک را برکتف  
 من نہ و ایں اصنام را فرود آراں سرور فرمود یا علی! ترا طاقت برداشت باریت نیست، تو پائے  
 برکتف من نہ ایں کارکن ایش‘۔

(مدارج النبوة؛ وقائع سال ہفتم؛ ذکر فتح مکہ؛ وصل در ذکر گلستان اصنام در کعبہ 2/ 291)  
 ثانیا: اگر اس میں کی زتیہ سمجھی گئی، تو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا اس قدر بھی  
 دل نازک پر گراں ہے اور چشم باریک میں مثل بعض غلاۃ بے دیں ملاحظہ امر خفی کی طرف نگران  
 ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ۱۲ حسن غفر اللہ تعالیٰ لہ

’کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ (☆) سے بہ منزلہ ہارون کے ہو وہ موسیٰ سے؛ مگر

میرے بعد نبی نہیں‘۔ (۱)

ہاں! وہ علی ہے برادر احمد و خلیفہ امجد ﷺ۔

ہاں! وہ کون ہے، جو تمام مسلمانوں کا مولیٰ بنا اور تاکید اکید ارشاد ہوا:

’جس کا میں مولیٰ، اُس کا یہ مولیٰ۔ الہی! دوست رکھ اُسے جو اُسے

دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسے جو اُس سے دشمنی کرے۔‘ (۲)

ہاں! وہ علی ہے امیر المؤمنین و مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔



(☆) یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام تیس رات کے وعدے پر حق سبحانہ و تعالیٰ سے کلام کرنے گئے،

تو ہارون علیہ السلام سے فرمائے تھے:

أَخْلُقْنِي فِي قَوْمِي ۝ (سورۃ اعراف: ۱۳۲/۷)

’میری قوم میں میری نیابت کرنا‘۔

یوں ہی ہم بھی جہاد کو تشریف لیے جاتے ہیں اور تمہیں پس ماندوں پر اپنا خلیفہ و نائب چھوڑتے

ہیں، تو تمہاری ہماری نسبت اِس وقت بالکل ایسی ہوئی جیسی حضرت موسیٰ و ہارون کی تھی۔ فرق یہ

ہے کہ ہارون صرف نائب ہی نہ تھے، بلکہ امام مستقل بھی کہ خود بھی نبوت رکھتے تھے، تم فقط نائب

ہوئے اس قسم کے امام مستقل کہ ہمارے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں جو بہ ذات خود والی ہو۔ یہ ہیں معنی

حدیث اور اُس کے سوا جو معنی اُدہام فاسدہ تراشیں، وہ اُن پر مردود ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) خ م عن سعد بن ابی وقاص، ار عن ابی سعید الخدری، طب عن أسماء

بنت عمیس و ام سلمة حبیش بن جنادة و ابن عمر و ابن عباس و جابر بن

سمرة و علی و البراء بن عازب و زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین - ۱۲ مة ظلة العالی..... صحیح البخاری، مغازی غزوہ تبوک، حدیث ۴۳۱۶، دارالکتب

العلمیہ بیروت، جلد ۳ ص ۱۳۴۔

(۲) ۱ عن البراء بن عازب و عن بریدة بن الحصیب. ت س، ضم عن زید بن

ارقم. ق عن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم. ۱۲ مة ظلة العالی

سنن الترمذی الکبری، کتاب الخصاص، باب قول النبی من کنت ولیہ فعلی ولیہ، حدیث: ۸۳۶۳،

دارالکتب العلمیہ بیروت جلد ۵ ص ۱۳۰۔

ہاں! وہ کون ہے کہ روز خیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :  
'کل یہ نشان اُسے دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح ہوگی، خدا اور رسول اُسے  
پیارے اور وہ خدا اور رسول کا پیارا'۔ (۱)

رات بھر لوگوں میں چرچا رہا، دیکھیے، کسے عطا ہو! صبح اُس فتح نصیب کو بلا کر  
نشان عطا کیا۔

ہاں! وہ علی ہے حزر اسلام و شیرِ ضرغام ﷺ۔  
ہاں! وہ کون ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد اقدس میں بہ حالت  
جنابت گزرنا اپنے لیے جائز رکھا یا اُس کے لیے۔ (۲)  
ہاں! وہ علی ہے طاہر اطہر طیب اعطر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام میں  
مواعظ کی، وہ مصطفیٰ ﷺ کا پیارا روتا آیا کہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ حضور اقدس صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

أَنْتَ آخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .



(۱) خ م عن سهل بن سعد. طب عن ابن عمر و ابن ابی لیلی و عمران بن

حصین. ر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین. ۱۲ منہ

صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسر، حدیث: ۳۹۳۲، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد ۲ ص ۳۹۳۔

(۲) ت عن ابی سعید. ر عن سعید. س مس عن عمرو بن میمون عن ابن عباس

فی حدیث طویل. مس ایضا عن الفاروق من قوله رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اجمعین و الحدیث مما تعلق به مفضلة الزمان و لا حجة لهم فيه كما لا

يخفى و قد ذكرنا تحقيقه في محله. ۱۲ منہ

سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث: ۳۷۲۸، دارالکتب العلمیہ

بیروت، جلد ۵ ص ۴۰۸۔

’تو تو میرا بھائی ہے دنیا و آخرت میں‘۔ (۱)

ہاں! وہ علی ہے آفتاب مکارم ماہ تاب بنی ہاشم علیہ السلام۔ (۲)

ہاں! وہ کون ہے جسے فصل قضا و رفع خصومات میں تمام صحابہ پر ترجیح تین ہے یہاں تک کہ فاروق جیسا خلیفہ بلند رتبہ پناہ مانگے اس قضیہ دشوار سے جس میں وہ

حاضر نہ ہو اور بار بار کہے اگر وہ نہ ہوتا عمر ہلاک ہو جاتا۔ (۳)

ہاں! وہ علی ہے صاحبِ رائے ثابت و فکرِ صائب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! آج کس شیرِ شرزہ سے غضبِ ناک ہو کر سپر ہاتھ سے گری ہے تو خیر جیسے

قلعہ کا دروازہ اکھیر کر سپر بنایا ہے، جس کے زور بازو کا ملا اعلیٰ میں شور پڑ گیا ہے۔

ہاں! وہ علی ہے اسدِ حیدر ضیغِ غنفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں! آج میدانِ اُحد میں کس صفِ شکن شمشیر زن شیرِ آقن نے تیغِ شرر بار کی

وہ بجلیاں چمکائی ہیں کہ شمر رضی اللہ عنہ لشکرِ ظفر پیکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منادی پکار رہا

ہے۔ ’لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیٰ ذالکرار‘۔ (۴)



(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ۱۲ منہ۔ سنن الترمذی، المناقب عن الرسول، باب مناقب علی، حدیث ۳۷۳۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، جلد ۵ ص ۳۰۱۔

(۲) نوٹ: یہاں پر ترکِ مرتضوی کا دستیاب نسخہ مکمل ہو جاتا ہے؛ لیکن چونکہ یہ مضمون امام اہل سنت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی کتاب ’مطلع القمرین‘ سے لیا گیا ہے؛ لہذا محبتِ گرامی محمد ثاقب رضا قادری نے افادہ عوام کے لیے تسلسلِ کلام کو باقی رکھتے ہوئے بقیہ حصہ مذکورہ کتاب سے نقل کرنے کی سعی جمود کی ہے۔ ’مطلع القمرین‘ گزشتہ سال مفتی محمد ہاشم عطاری کی تحقیق و تخریج و تصحیح کے ساتھ پاکستان میں پہلی بار شائع ہو چکی تھی،

(۳) کنز العمال، کتاب العلم، من قسم الافعال، آداب العلم، حدیث ۲۹۳۹۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۳۱ھ۔

☆ یعنی ابن ہشام بلفظہ حدیثی اهل العلم ان ابن ابی نحیح قال نادى مناد یوم احد لا سیف ... الخ ۱۲ منہ

(۴) سیرۃ ابن ہشام، غزوہ احد، غسل السیوف، دار المعرفۃ، بیروت، ۲/ ۸۷۔



ہاں! وہ علی ہے شیرِ خدا، بازوے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہاں! وہ کون ہے جسے روزِ قیامت ساتھی کوثر بنائیں گے اور اس کے ہاتھ سے تشنگانِ اُمت کو سیراب فرمائیں گے۔ ہاں وہ علی ہے ابرِ سخاوت، بحرِ کرامت۔ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔

ہاں! وہ کون ہے کہ معرکہِ محشر میں صراط کا بندوبست اس کے ہاتھ ہوگا، جب تک وہ پروانہٴ اجازت نہ لکھ دے گزرنہ ملے گا؟، ہاں! وہ علی ہے ہادیِ کریم و صراطِ مستقیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱)

اے رضاے دل افکار ہماری تو جان زار اس ماہروی گلغزار گروئی ماہ رخسار کی ہر آدائے شیریں پر نثار جو قاطعہٴ جمیسی دلہن کا دولہا بنا، اَنْتَ مِنْنِي وَاَنَا مِنْكَ کا سہرا بندھا۔ (۲)

صدیق و فاروق نے درخواست کی، صغرن کے عذر سے قبول نہ ہوئی۔ (۳)

جب علی نے عرض کیا مرحبا و اھلاً جواب ملا۔ (۴) ذَلِكْ فَضْلُ اللّٰهِ

يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ)۔ (۵)



(۱) مک یعنی ابن السماک عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(☆) ترجمہ: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(۲) سنن الترمذی الکبریٰ، کتاب الخصال، ذکر اختلاف ابی اسحاق، حدیث ۸۴۵۶، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۲۷/۵۔

(۳) سنن ابی اَحْمَد . . . عن عبد اللہ بن بريدة عن ابیہ۔

(۴) سنن الترمذی الکبریٰ، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، ما یقول اذا خطب امرأة، حدیث ۱۰۰۸۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۷۳/۲۔

(۵) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (سورہ حدید: ۲۱/۵۷)۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں :

كانت لعلی ثمانية عشر منقبة ما كانت لاحد من هذه الامة. (۱)  
علی کے لیے اٹھارہ منقبتیں ایسی تھیں کہ اس اُمت میں دوسرے کے لیے نہ تھیں۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لقد اعطی علی ثلث خصال لان تکون لی خصلة منها  
احب الی من حمر النعم .

علی تین خصلتیں ایسی دیے گئے کہ اگر میرے لیے ان میں سے ایک ہوتی  
تو سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے پیاری ہوتی۔

اور یہ (سرخ اونٹنی) ایک مثل ہے عرب میں نہایت محبوب چیز کے لیے۔

فسئل و ماہمی ؟

دریافت کیا گیا وہ خصلتیں کیا ہیں؟

قال: 'تزووجه ابنته' .

فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی انہیں دینا۔



(۱) العجم الاوسط، باب من اسرہ محمود، حدیث ۸۳۳۰۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۸۰/۶۔

☆ قولہ: اٹھارہ، اصول میں مبرہن ہو چکا کہ عدد کے لیے مفہوم نہیں اور ایک عدد کا ذکر زیادت کا  
منافی یا زائد کا ثانی نہیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت علی الانبیاء بست . (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع: ۲۶۶۔ حدیث ۵۲۳)

میں انبیاء پر چھ بات میں تفضیل دیا گیا ہوں۔ حالانکہ حضور کی وجوہ تفضیل حد احصا سے خارج  
ہیں ہم نے یہاں یہ تعبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اٹھارہ خصائص پر اقتصار کیا اور  
جو چھ روز یا اس سے بدرجہا زائد ہے جو قید تحریر میں آیا۔ واللہ اعلم ۱۲ھ۔

’و سکناه فی المسجد لایحل لی فیہ ما یحل لہ‘

اور ان کا مسجد میں رہنا کہ میرے لیے اس میں حلال نہیں جو انہیں حلال ہے۔

’والرأیة یوم خیبر‘

اور روز خیبر کا نشان۔ (۱)

اے عزیز! صوفیہ کے دل سے پوچھ کہ جو احسانات ان پر اس جناب آسمان  
قباب کے ہیں، خدا تک وصول بے ان کا دامن پکڑے مجال اور راہ سلوک میں قدم  
رکھنا بے ان کی عنایت و اعانت کے خام خیال۔ تکمیل و ارشاد باطنی کا سہرا اسی نوشاہ  
بزم عرفان کے سر ٹھہرا۔ غوث، قطب، ابدال، اوتاد اسی سرکار کے محتاج اور طالبان  
وصل الہی کو اسی بارگاہ کی جبین سائی معراج۔

سلامی جس کے در کا ہروٹی ہے

علی ہے ہاں علی ہے ہاں علی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کی نیابت عامہ و خلافت تامہ حضور سید المرسلین صلوات اللہ و  
سلامہ علیہ و علیہم اجمعین کو حاصل، عالم علوی و سفلی میں ان کا حکم جاری، فرماں روائی  
گن کو ان کی زبان کی پاس داری، تدبیر و تصرف کی باگیں ان کے ہاتھ میں دی گئیں  
اور کاروبار عالم کی کنجیاں ان کے قبضہ اقتدار میں رکھی گئیں، منشور خلافت مطلقہ و  
تفویض تامہ کا ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ و خطبہ ان کا ملا آدنی سے عالم بالاتک  
جاری ہوا۔ دنیا دین میں جو جسے ملتا ہے ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ حضور  
ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :



(۱) مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفہائل، فضائل علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۶، دار الفکر، بیروت،

اعطیت مفاتیح الارض . مجھے زمین کی کنجیاں دی گئیں۔ (۱)

اور فرماتے ہیں: اوتیت مفاتیح کل شیئی . (۲)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

علماء فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز ہیں اور انہیں کے توسط سے عالم کے سب کام نفاذ پاتے ہیں، ان کے غیر سے نہ کوئی حکم نافذ ہونہ ان کے سوا دوسرے سرکار سے کوئی نعمت خلق پر فائز ہو، جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے، عالم میں کوئی ان کے ارادہ و مشیت کا پھیرنے والا نہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ و سخ محمدیہ میں فرماتے ہیں :

'فهو صلی اللہ علیہ وسلم وان تأخرت طینتہ فقد عرف  
قیمتہ فهو خزانۃ السر وموضع نفوذ الأمر فلا ینفذ امر الا  
منہ ولا ینقل خیر الا عنہ - الی ان قال -

اذا رام امرا لا یکون خلافہ

ولیس لذاک الامر فی الکوون صارف (۳) (☆)

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید، حدیث ۱۳۴۳، دار الفکر، بیروت، ص ۳۱۷۔

(۲) التاجم الکبیر، عبداللہ بن عمر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴/۲۷۶۔

(۳) المواہب اللدنیہ، المقصد السابع، الفصل الثالث فی ذکر حجة اصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۵۳۵/۲۔

(☆) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آخر میں تشریف لائے، مگر آپ کی قیمت بتلا دی گئی، آپ خزانہ راز ہیں، انہیں کے توسط سے عالم کے تمام کام نفاذ پاتے ہیں، لہذا جملہ امور انہیں سے نافذ ہوتے ہیں اور سب بھلائیاں انہیں سے منتقل ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ جب آپ کسی کام کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے خلاف نہیں ہوتا اور عالم میں کوئی اس کام کو پھیرنے والا نہیں۔

پھر حضور کی بارگاہ میں یہ کارِ خیر منصبِ جلیل حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو مرحمت ہوا، تمام اقطابِ عالم اس جناب کے زیرِ حکم، مہدِ براتِ الامر میں سردروں پر سروری، افسروں پر افسری، جملہ احکامِ عزل و نصب، عطا و منع، کن و مکن انہیں کی سرکار والا اقتدار سے شرفِ امضا پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حاجتِ مندانِ عالم اپنے مطالب و مقاصد میں ان سے استمداد کرتے اور آستانِ فیضِ نشان پر سرِ ارادت دھرتے ہیں؛ یہاں تک کہ عرفِ مسلمانوں میں مولیٰ مشکل کشا اس جناب کا نام ٹھہرا، اور ناد علیا مظہر العجائب کا غلغلہ سمک سے سماک تک پہنچا۔

پھر بہ نیابتِ مرتضوی حضرت محبوبِ ذی الجلال، قطب الارشاد والابدال، تفسیرِ باطنِ قرآن، راحتِ روحِ ایمان، قبلہٴ جانِ ودل، بے لوثِ آب و گل، سر السر، نور النور، سید الکونین، غوث الثقلین، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، سیدنا و مولانا محی الدین ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی جیلانی۔ قدسنا اللہ بسرہ الکریم ورحمتنا بہ یوم لا ولی الا حمیم۔ (۶۶) و سادہ خسروی و مسندِ حاجتِ روائی پر جلوہ افروز ہوئے۔

فاضل علی قاری 'نزہۃ الخاطر' اور شطونوی 'ہیجۃ الاسرار' اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات اور شیخ محقق عبدالحق محدثِ دہلوی 'اخبار الایثار' میں اس جنابِ ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں :

'من توصل بی فی شدة فرجت عنه ومن استغاث بی فی  
حاجة قضیت له ومن صلی بعد المغرب رکعتین یصلی  
ویسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخطوا الی جهة



(۶۶) ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کے کریم راز کے صدقے ہمیں برکت دے اور ہم پر اس دن رحم فرمائے جس دن کوئی ساجی اور دوست نہیں ہوگا۔ آمین۔

العراق احدی عشر خطوة یدکر فیہا اسمی قضی اللہ

حاجتہ (۱)

یعنی جو کسی سختی میں مجھ سے توسل کرتا ہے وہ سختی اس کی دور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے وہ حاجت اس کی برآتی ہے، اور جو بعد نماز مغرب دو رکعتیں پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا فرمائے۔



(۱) بیچہ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ص ۱۹۷۔

(اخبار الاخیار میں اس کی ذرا سی تفصیل یوں ہے:) فرمود ہر گاہ از خدا چیزے خواہید بوسیلة من خواہید تا خواہش شما باجابت رسد، و فرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت از و ہر کہ منادی کند بنام من در شدتے کشادہ شود آن شدت از و ہر کہ وسیلہ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت و مراد اورا، فرمود کسے کہ دور کعت نماز گزارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۃ اخلاص یازدہ بار بعد از ان درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از ان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا بگیرد و حاجت خود را از در گاہ خدا وندی بخواہد حق تعالیٰ آن حاجت اورا قضا گرداند بمنہ و کرمہ۔ (اخبار الاخیار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی: ۱۹)۔

ترجمہ: اور جو کوئی مجھے کسی حاجت میں پکارے تو اس کی وہ حاجت پوری ہو اور جو کوئی میرا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہو اور فرماتے ہیں جس کسی نے دو رکعت نماز ادا کی تو وہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے سلام پھیرنے کے بعد گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود بھیجے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کرے پھر اس کے بعد گیارہ قدم عراق کی جانب چلے اور (ہر قدم پر) میرا نام لے پھر اپنی حاجت کو ذکر کرے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت کو پورا فرمادے گا۔



تفضیل کا جو یا نہ ہو مولا کی ولا میں

یوں چھوڑ کے گوہر کو نہ تو بہر خذف جا

مولیٰ کی امامت سے محبت ہے تو غافل

آربابِ جماعت کی نہ تو چھوڑ کے صف جا



برادرِ اعلیٰ حضرت

مولانا حسن رضا خان  
قادیانی  
برائے بیوی

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

مکتبہ اعلیٰ حضرت



تقسیم کار